صُحُفٌ مُّطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

الحمد للہ ہر آں چیز کہ خاطر مے خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

یعنی

اُردو ترجمہ

مکتوباتِ امامِ ربّانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

دفتر دوم ——— حصہ اوّل

تصحیح و حواشی و ترجمہ

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

ناشر:-

مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ۔ کراچی

طبع اول ——— آفسٹ ایڈیشن ——— ۱۹۷۲ء

طابع و ناشر ——— مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

مطبع ——— مشہور آفسٹ پریس کراچی

کاتب ——— حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجددی غوثیہ کالونی لاہور

تعداد ——— دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت ———

ملنے کا پتہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ بندر روڈ کراچی (پاکستان)

مکتوب نمبر ۹۲

سیادت مآب میر محمد نعمان کی جانب صادر فرمایا

اس بیان میں کہ ولایت قرب الٰہی سے عبارت ہے۔ اور خوارق و کرامات اس کی شرط نہیں ہیں۔ اور بادشاہوں کو تعظیمی سجدہ کرنے اور اسکے مناسبات کے بیان میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

سیادت مآب میرے عزیز بھائی میر محمد نعمان خوش رہیں۔ اور جان لیں کہ خوارق و کرامات کا ظہور ولایت کیلئے شرط نہیں ہے۔ اور جس طرح علماء خوارق و کرامات کے حصول کے مکلف نہیں ہیں۔ اولیاء بھی ظہور خوارق کے مکلف نہیں ہیں۔ کیونکہ ولایت قرب الٰہی جل سلطانہ سے عبارت ہے جو ماسویٰ کے نسیان کے بعد اپنے دوستوں کو مرحمت فرماتے ہیں۔ کسی شخص کو یہ قرب عطا فرماتے ہیں۔ اور اسے نئے پیدا ہونے والے غیبی احوال کی کوئی اطلاع نہیں دیتے اور کسی شخص کو یہ قرب بھی دیتے ہیں۔ اور مغیبات پر اطلاع بھی بخشتے ہیں۔ اور تیسرے آدمی کو قرب سے تو کچھ نہیں دیتے لیکن اسے مغیبات کی اطلاع دے دیتے ہیں۔

یہ تیسرا شخص استدراج والوں میں سے ہے۔ اور اس کے نفس کی صفائی نے اس کو کشف مغیبات میں مبتلا کردیا ہے۔ اور گمراہی میں ڈال دیا ہے۔ اس آیت میں ان کے حال کا نشان ہے۔

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (مجادلہ ۲۵)

وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ بھی کسی چیز پر ہیں۔ خبردار وہ جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان غالب آیا۔ اور ان کو اللہ کی یاد بھلا دی۔ یہ لوگ شیطان کا لشکر ہیں۔ خبردار شیطان کا لشکر ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔

اور پہلا اور دوسرا شخص جو کہ قرب کی دولت سے مشرف ہے۔ اولیاء اللہ سے ہے۔ کشف مغیبات نہ تو ان کی ولایت میں کچھ اضافہ کرتا ہے۔ اور نہ عدم کشف ان کی ولایت میں نقصان پیدا کرتا ہے۔ ان کا فرق آپس میں درجات قرب کے اعتبار سے ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ جس کو غیبی صورتوں کا کشف نہیں ہے۔ وہ ان صورتوں کے کشف والے سے افضل ہوتا ہے۔ اور اس سے آگے ہوتا ہے۔ اس قرب کی فضیلت کی وجہ سے جو کہ اس کو حاصل ہے۔

صاحب عوارف جو کہ شیخ الشیوخ ہیں۔ اور تمام صوفیاء میں مقبول ہیں۔ اپنی کتاب عوارف میں اس معنی کی تصریح کی

ہیں۔ اگر کوئی آدمی میری اس بات کا یقین نہ کرے۔ تو اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔ وہ کرامات و خوارق کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں۔ اور یہ تمام خوارق و کرامات اللہ تعالیٰ کی بخشش ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ کچھ لوگوں کو ان کا کشف عنایت فرماتے ہیں۔ اور یہ دولت ان کے سپرد کرتے ہیں۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ان سے بھی بلند مرتبہ ہوتے ہیں۔ اور ان کو کرامات و خوارق میں سے کچھ بھی نہیں دیتے۔ اس لئے کہ سب کرامات یقین کی تقویت کے لئے عطا فرماتے ہیں۔ اور جس آدمی کو خالص یقین دے دیا گیا ہے۔ اس کو ان کرامات کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور یہ تمام کرامات ذکر ذات سے کمتر ہیں۔ اور اسی طرح جوہر قلب سے بھی کمتر ہیں۔ جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

اور امام طائفہ خواجہ عبداللہ انصاری جو شیخ الاسلام سے ملقب ہیں۔ اپنی کتاب منازل السائرینؒ میں لکھتے ہیں کہ فراست دو قسم ہے۔ ایک فراست اہل معرفت کی ہے۔ اور ایک فراست اہل جوع و اہل ریاضت کی اہل معرفت کی فراست طالبین کی استعداد اور اولیائے حق سبحانہ و تعالیٰ کو پہچاننے سے متعلق ہے۔ جو جمع سے واصل ہو چکے ہیں۔ اور اہل ریاضت و ارباب جوع کی فراست غیبی احوال و صور کے کشف سے مخصوص ہے۔ جو مخلوقات سے تعلق رکھتے ہیں۔

چونکہ اکثر لوگ خدا تعالیٰ کی جناب سے منقطع ہو چکے ہیں۔ اور دنیا میں مشغول ہیں۔ ان کے دل کشف صور اور مخلوقات کے مغیبات کی خبروں کی طرف مائل ہیں۔ تو یہ معاملہ ایسے لوگوں کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ یہی اللہ والے ہیں۔ اور یہی اس کے خواص ہیں۔ اور اہل حقیقت کے کشف سے منہ پھیرتے ہیں۔ اور اہل حقیقت پر ان خبروں کے متعلق جو وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کرتے ہیں، تہمت لگاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ اللہ والے ہوتے۔ جیسا کہ یہ دعوی کرتے ہیں۔ تو لازمی طور پر ہمارے غیبی حالات اور تمام مخلوقات کے غیبی احوال بیان کرتے۔ جب ان کو ہمارے احوال کے کشف کی بھی قدرت نہیں ہے۔ تو ان امور کے کشف پر ان کو کیسے قدرت حاصل ہوگی جو مخلوقات کے احوال سے بلند تر ہیں۔

اور اہل معرفت کی فراست کا انکار کرتے ہیں۔ جو خداوند تعالیٰ کے افعال و صفات و ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اپنے اس فاسد خیال کی بنا پر وہ ان بزرگواروں کے علوم اور صحیح معارف سے محروم سمجھتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان بزرگواروں کو ملاحظہ مخلوق سے بچایا ہے۔ اور ان کو اپنی جناب قدس جل و علا کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اور ان کو اپنے ماسوی سے الگ کر کے اپنی جانب مشغول کر دیا ہے۔ محض ان کی حمایت اور اس غیرت کی وجہ سے جو اللہ ان پر رکھتا ہے۔ اور اگر یہ لوگ مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے۔ تو جناب قدس کی حضوری کی صلاحیت ان میں نہ رہتی۔ آپ کا کلام ختم ہوا۔ اور اسی طرح کی اور بھی کسی

باتیں لکھی ہیں۔

اور میں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ قدس سرہ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے۔ کہ بعض اولیائے کرام کہ ان سے بکثرت خوارق وکرامات کا ظہور ہوا ہے۔ اپنے آخری وقت میں ان کرامات کے ظہور سے نادم ہوئے ہیں۔ اور تمنا کرتے تھے۔ کہ کاش یہ تمام خوارق ہم سے ظہور میں نہ آتے۔ اور اگر فضیلت خوارق کے ظہور کی کثرت کے اعتبار سے ہوتی۔ تو وہ اس معنی پر نادم نہ ہوتے۔

سوال:۔ جب خوارق کا ظہور ولایت میں شرط نہیں ہے۔ تو ولی کو غیر ولی سے کس طرح تمیز کیا جائے گا۔ اور حق والا باطل والے سے کس طرح جدا ہوگا۔

جواب:۔ اگر یہ امتیاز نہ ہو سکے۔ اور اگر حق اور باطل والے جدا نہ ہوں۔ تو کیا حرج ہے۔ کیونکہ اس دنیا کے عالم میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور ولی کی ولایت کے علم ہونے کی ضرورت نہیں۔ بہت سے ولی اللہ ایسے ہیں جو اپنی ولایت کی اطلاع بھی نہیں رکھتے۔ تو پھر دوسروں کو ان کی ولایت کی اطلاع ہونا کیسے لازمی ہوگا۔ ہاں نبی میں خوارق سے چارہ نہیں ہوتا۔ تاکہ نبی اور غیر نبی میں امتیاز ہو سکے۔ کیونکہ نبی کی نبوت کا علم واجب ہے۔ اور ولی چونکہ اپنے نبی کی شریعت کی دعوت دیتا ہے۔ تو نبی کا معجزہ ہی اسے کافی ہے۔ ہاں اگر ولی اپنے نبی کی شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی دعوت دیتا۔ تو پھر خوارق سے چارہ نہ ہوتا۔ اور جب کہ اس کی دعوت نبی کی شریعت سے مخصوص ہے۔ تو کسی کرامت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

علماء شریعت کے ظاہر کی دعوت دیتے ہیں۔ اور اولیاء شریعت کے ظاہر کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ اور شریعت کے باطن کی بھی دعوت دیتے ہیں۔ سب سے پہلے تو وہ مریدوں اور حق کے طالبوں کو توبہ اور رجوع الی اللہ کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اور احکام شریعت کی تعمیل کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور دوسرے درجہ پر اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اور تاکید کرتے ہیں۔ کہ اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی میں مستغرق رکھیں۔ اس حد تک کہ ذکر غالب آجائے۔ اور مذکور کے علاوہ کوئی چیز بھی دل میں نہ چھوڑے۔ یہاں تک کہ ماسوی سے ایسا نسیان حاصل ہو جائے۔ کہ اگر وہ تکلف سے بھی کوئی چیز یاد کرے۔ تو اس کو یاد نہ آئے۔

یقین ہے کہ ولی کو اس دعوت کے لئے جو کہ ظاہر شریعت اور باطن شریعت سے تعلق رکھتی ہے کرامات کی کیا ضرورت ہے۔ پیری اور مریدی اسی دعوت سے عبارت ہے۔ جو کہ کرامت سے کوئی کام نہیں رکھتی۔ اور خوارق سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اس کے باوجود ہم کہتے ہیں۔ کہ مرید رشید اور مستعد طالب ہر وقت سلوک طریق میں پیر کی کرامات وخوارق کا احساس کرتا ہے۔ اور غیبی معاملہ میں ہر وقت اس سے مدد چاہتا ہے۔ اور مدد پاتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے ظہور خوارق کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن مریدوں کے لئے کرامت در کرامت اور خوارق در خوارق ہے۔

مرید اپنے پیر کی کرامات کا احساس کیوں نہ کرے۔ کہ پیر نے اسکے مردہ دل کو زندہ کر دیا ہے اور مشاہدہ اور کشف تک پہنچایا ہے۔

عوام کے نزدیک تو جسم کو زندہ کرنا عظیم الشان ہے۔ اور خواص کے نزدیک روحانی اور قلبی طور پر زندہ کرنا بڑی بلند مرتبہ دلیل ہے۔ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اپنے رسالہ قدسیہ میں لکھتے ہیں کہ "جسم کا زندہ کرنا چونکہ اکثر آدمیوں کے نزدیک معتبر ہے۔ اللہ والوں نے اس طرح زندہ کرنے سے منہ موڑا۔ اور روحانی طور پر زندہ کرنے میں مشغول ہوئے اور طالب کے مردہ دل کو زندہ کر کے اسکی طرف توجہ فرمائی"۔

اور صحیح بات تو یہ ہے کہ جسم کو زندہ کرنا دل کو زندہ کرنے کی نسبت بالکل بے کار چیز ہے۔ اور اس پر لگانا بھی عبث ہے کیونکہ جسمانی چند روزہ زندگی کا سبب ہے۔ اور قلبی زندگی حیات دائمی کا وسیلہ ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فی الحقیقت اللہ والوں کا وجود بذات خود کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔ اور ان کا لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف دعوت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ اور مردہ دلوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔ یہ لوگ زمین والوں کے لئے امان ہیں۔ اور زمانے کے لئے غنیمت ہیں۔ بِهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ (انہیں کے ذریعے لوگوں کو رزق ملتا ہے۔ اور انہیں کے سبب سے بارشیں ہوتی ہیں) انہی کی شان میں ہے ان کی گفتگو دوا ہے۔ اور ان کی نظر شفا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم جلیس ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔ اور نہ ان سے دوستی رکھنے والا نامراد ہوتا ہے۔

وہ علامت جس سے حق والے باطل والوں سے جدا ہوتے ہیں۔ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو۔ اور اس کی مجلس میں دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان اور توجہ ہو۔ اور ماسوی سے دل سرد ہو جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ یہ آدمی حق والا ہے۔ اور علی اختلاف الدرجات اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اور یہ علامت بھی نسبت والوں کے لئے ہے۔ اور بے نسبت پوری طرح محروم ہے ؎

ہر کہ[1] او روئے بہ بہبود نہ داشت — دیدن روئے نبی سود نہ داشت

آپ نے اپنے مکتوب میں بادشاہ وقت کی خدا طلبی کی حسن نشأۃ کی طرف کچھ اشارہ کیا ہے اور احکام شرعیہ کے اہتمام اور انصاف پروری کے متعلق لکھا ہے۔ اس کو پڑھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ اور لذت پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح دنیا کو بادشاہ وقت کے عدل و انصاف سے روشن کیا ہے۔ شریعت و ملت محمدیہ کو بھی ان کے حسن اہتمام سے مدد اور قوت بخشی ہے۔

لہ جس کی توجہ بہبودی کی طرف نہ ہو اس کو نبی کا منہ دیکھنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں، ۱۲

اے محبت آثار! اَلشَّرْعُ تَحْتَ السَّیْفِ۔ (شریعت کا غلبہ تلوار کے نیچے ہے۔) کے مطابق شریعت کو رواج سلاطین عظام کے اچھے اہتمام سے وابستہ ہے۔ کچھ مدت گزری ہے۔ کہ اس بات میں ضعف پیدا ہو چکا ہے۔ لہٰذا اسلام کمزور ہو چکا ہے۔ ہندوستان کے کافر بے تحاشا مسجدوں کو گرا رہے ہیں۔ اور ان کی جگہ اپنی عبادت گاہیں بنا رہے ہیں۔ تھانیسر کر کھیت حوض کے اندر ایک مسجد تھی۔ اور کسی بزرگ کا مقبرہ تھا۔ ان کو گرا کر اس جگہ میں ایک بہت بڑا گوردوارہ تعمیر کیا ہے۔ اس کے علاوہ کافر کفری رسمیں برملا بجا لاتے ہیں۔ اور مسلمان اسلام کے اکثر احکام کے نافذ کرنے میں عاجز ہیں۔ ایکادشی کے دن ہندو کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ وہ اہتمام کرتے ہیں کہ اس دن مسلمانوں کے شہروں میں بھی کوئی مسلمان بازار میں روٹی نہ پکائے۔ اور نہ فروخت کرے۔ اور نہ کھانا پکائیں اور نہ بیچیں۔ اور رمضان المبارک کے مہینہ میں کھلم کھلا روٹی اور کھانا پکاتے ہیں۔ اور بیچتے ہیں۔ اور کوئی بھی ان کو اسلام کی کمزوری کی وجہ سے منع نہیں کر سکتا۔

افسوس ہزار افسوس وقت کا بادشاہ مسلمان ہے۔ اور ہم فقیر اس کمزوری اور خرابی میں ہیں۔ ان بادشاہوں کے اکرام و اعزاز کی وجہ سے اسلام رونق رکھتا تھا۔ اور علماء اور صوفیاء معزز و محترم تھے۔ اور ان کی امداد سے شریعت کے نافذ کرنے میں کوشش کرتے تھے میں نے سنا ہے۔ کہ ایک دن صاحب قران امیر تیمور گورگان رحمۃ اللہ علیہ بخارا کے بازار میں سے گزر رہا تھا۔ اتفاقاً خواجہ نقشبند قدس سرہ کی خانقاہ کے درویش اسی بازار میں خواجہ کی خانقاہ کی چٹائیاں کو جھاڑ رہے تھے۔ اور گرد و غبار سے صاف کر رہے تھے۔ امیر تیمور اپنی مسلمانی کی اچھی حالت کے سبب سے اس بازار میں ٹھہر گیا۔ اور خانقاہ کی گرد کو اپنے جبہ اور صندل بنالیا۔ آخر اس کا خاتمہ اچھا ہو گیا۔

منقول ہے۔ کہ خواجہ نقشبند قدس سرہ امیر کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے۔ تیمور مر گیا۔ لیکن باایمان مرا جانتے ہو۔ کہ جمعہ کے روز خطبہ میں بادشاہوں کے نام پیچھے کے زینہ پر کھڑے ہو کر لیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ یہ تواضع ہے۔ جو سلاطین عظام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بالمقابل اختیار کر رکھی ہے۔ اور انہوں نے یہ جائز نہیں سمجھا ہے۔ کہ بادشاہوں کے نام اکابرین دین کے ناموں کے ساتھ ایک درجہ میں مذکور ہوں۔ شکر اللہ تعالیٰ سعیہم

ذیلی بحث

اے جانی! سجدہ جو کہ زمین پر پیشانی رکھنے کا نام ہے۔ نہایت درجہ کی ذلت اور انکساری کا متضمن ہے۔ اور کمال درجہ کی عاجزی اور تواضع پر مشتمل ہے۔ لہٰذا اس قسم کی تواضع کو اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کی عبادت سے مخصوص کر رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لیے جائز نہیں رکھا ہے۔